تذکرہ محدثین
قسط نمبر ۳

حضرت مولینا حافظ محمد بنیامین صاحب
صدر المدرسین جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ اور ان کی الجامع الصحیح

شہرت و مقبولیت الامام بخاریؒ

خدا تعالیٰ کو ہی علم ہوتا ہے۔ کہ کس انسان نے کونسا مقام حاصل کرنا ہے۔ اگر اس انسان کی ابتدا کو دیکھا جائے تو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ یہ وہی انسان ہے۔ جس کی ابتدائی حالت بالکل گمنام تھی۔ بالکل یہی صورت امام بخاریؒ کی تھی۔ کہ ابتدا میں وہ نابینے تھے۔ تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ ایک دن آپ اس مقام تک پہنچ جائینگے کہ بینا بھی ان پر رشک کریں گے۔ بلکہ تمنا کریں گے کہ ہماری زندگیاں بھی امام بخاریؒ کو ہی دی جائیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

چونکہ امام بخاریؒ ایک عظیم مقصد کے لیئے کوشاں تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت کو معیارِ حق سمجھا جائے اور اس کو تمام امور کی بنیاد قرار دیا جائے اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ جس کا حل کتاب و سنت میں نہ ہو۔ ان کے عظیم مقاصد اور مساعی کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا اور اس کام کے لیئے انہیں منتخب کر لیا اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو جاتی ہے۔ اس کا اعلان آسمانوں میں بھی کر دیتے ہیں۔ اور دنیا میں بھی اس کو عزت و شہرت اور ہر دلعزیزی سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یقیناً امام بخاریؒ بھی ان ہی پاک باز ہستیوں میں سے ہیں۔ جن کی شہرت و عظمت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں کرتے ہیں۔ اور لوگوں سے بھی ان کی عظمت کا اقرار کراتے ہیں۔ امام بخاری حفاظتِ حدیث، خدمت حدیث، حفظِ حدیث، خلوص للّٰہیت، زہد و تقویٰ، بصیرت علمی کی وجہ سے اس حد تک مشہور ہو چکے تھے۔ کہ لوگوں کو اگر کہیں ان کی آمد کا پتہ چل جاتا تو کئی میلوں تک ان کے استقبال کو پہنچتے۔ اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ جب امام بخاریؒ شہر بخارا میں تشریف لائے تو لوگوں نے تین تین میل تک خیمے لگائے تھے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں۔ جب امام بخاریؒ نیشاپور میں تشریف لائے تو اہل شہر نے دو دو تین تین منزل تک آپ کا استقبال کیا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں۔ کہ آج تک میں نے یہ شان و شوکت کسی بادشاہ کی بھی نہیں دیکھی تھی۔

جو اللہ تعالیٰ نے امام بخاریؒ کو عطا کی تھی۔ اسی طرح بغداد اور بصرہ میں بھی آپ کا استقبال مثالی شان و شوکت سے کیا گیا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں علمِ دین کی وجہ سے اعزاز اور شرف بخشا تھا۔ بلکہ امام بخاریؒ کے اساتذہ اور اقران میں بھی ان کی شہرت بہت تھی۔ آپ کے استاذ ابومصعبؒ احمد کہتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل اَفْقَهُ عِنْدَنَا وَاَبْصَرُ بِالْحَدِیْثِ من احمد بن حنبل ایک شخص نے استاذ ابومصعبؒ کو کہا کہ تم نے تو امام بخاریؒ کی حد سے زیادہ تعریف کی ہے۔ اُستاذ کہنے لگے۔ اگر تم امام مالکؒ سے ملے ہوتے۔ اور امام مالکؒ اور امام بخاریؒ کے چہروں کو غور سے دیکھتے تو تم پکار اٹھتے کہ دونوں فقاہت اور بصارت فی الحدیث میں برابر ہیں۔ ان کے استاذ عبدان بن عثمان مروزی کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس جوان یعنی امام بخاریؒ سے بڑھ کر کسی مبصر کو نہیں دیکھا۔ امام قتیبہؒ بن سعیدؒ الثقفی امام مالکؒ، لیث اور اسماعیل بن جعفر کے شاگرد امام مسلمؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، ابو داؤدؒ کے شیخ فرماتے ہیں۔ فقہاء، محدثین زہاد و عباد کی خدمتوں میں مدتوں رہا۔ لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے۔ امام بخاریؒ جیسا جامع کمالات میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں کہ خراسان کی زمین نے امام بخاریؒ جیسا عبقری زمان پیدا ہی نہیں کیا۔ امام احمدؒ بن حنبل سے حفاظِ حدیث کے متعلق جب سوال کیا جاتا۔ تو سب سے اوّل امام بخاریؒ کا نام لیتے۔ حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں۔ میں بصرہ میں موجود تھا کہ محمدؒ بن اسماعیل کی خبر پہنچی تو محمدؒ بن بشار نے کہا قَدِمَ الْیَوْمَ سَیِّدُ الْفُقَهَاءِ آج سید الفقہاء تشریف لائے ہیں۔ محمدؒ بن بشار فرماتے تھے کہ اَنَا اَفْتَخِرُ بِمُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ میں امام بخاریؒ پر برسوں سے فخر کرتا ہوں۔

عمرو بن فلاس کے شاگردوں نے ایک دفعہ ایک حدیث کو امام بخاریؒ سے پوچھا آپ نے کہا میں نہیں جانتا شاگردوں نے خوشی میں اپنے استاذ ابن فلاس کے پاس جب ذکر کیا تو ابن فلاس نے کہا حدیث لَا یَعْرِفُهُ الْبُخَارِیُّ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ جس حدیث کو بخاریؒ نہیں جانتے وہ حدیث نہیں ہے۔ ابن فلاس فرماتے ہیں۔ خراسان میں امام بخاری جیسا کوئی نہیں ہے۔ حسین بن حریث جو امام بخاریؒ کے استاذ ہیں فرماتے ہیں۔ ما رأیتُ مثل محمد بن اسماعیل فانہٗ لم یخلق الا للحدیث میں نے بخاریؒ جیسا کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ وہ حدیث کی خدمت کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ وراق کہتے ہیں۔ کہ میں نے یحییٰ بن جعفرؒ بیکندی کو کہتے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ کاش میری زندگی کا ایک حصہ امام بخاریؒ کی زندگی میں چلا جاتا۔ اور ان کی زندگی بڑھ جاتی۔ کیونکہ میری موت ایک عام آدمی کی موت ہے۔ اور امام بخاریؒ کی موت علم کی موت ہے۔ اور فرماتے تھے کہ

اگر امام بخاریؒ نہ ہوتے تو نیشاپور میں زندگی خوشگوار نہ ہوتی۔ عبداللہ بن المسندی فرماتے ہیں۔ امام بخاریؒ امام ہے۔ جو ان کو امام نہ سمجھے تو متہم فی الدین ہے۔ اور فرماتے ہیں حفاظ دنیا میں تین ہیں۔ ان میں اوّل امام بخاریؒ ہیں۔ اسحاق بن راہویہ بھی کہتے تھے۔ کہ ھو ابصر منی یعنی بخاریؒ فن حدیث میں مجھ سے بھی زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ یہ ان کی قبولیت کا مقام اساتذہ میں تھا۔

امام بخاریؒ کی مقبولیت معاصرین اور اقران میں

اگرچہ معاصرت اصل منافرت ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کی فضیلت اور کمال کا اعتراف معاصرین نے بھی کیا ہے۔ جو ان کی عظمت کی دلیل ہے۔ امام ابو حاتم رازیؒ کہتے ہیں۔ خراسان میں بخاریؒ جیسا کوئی احفظ نہیں ہوا۔ محمد بن حریث کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام ابوزرعہؒ سے ابن لہیعہ کے متعلق جب سوال کیا تو اس نے کہا ترکہ البخاریؒ امام بخاریؒ نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ علامہ عجلی فرماتے ہیں کان امۃ من الامم دینا فاضلا یحسن کل شئ کان اعلم من محمد بن یحیی الذہلی بکذا وکذا امام بخاریؒ ایک امت تھے۔ اور محمد بن یحیی ذہلی سے کئی درجات زیادہ علم رکھتے تھے۔ امام دارمیؒ کہتے ہیں۔ کہ میں حرمین (حجاز) عراق پھرا لیکن امام بخاریؒ جیسا جامع میں نے کسی کو نہیں پایا امام دارمیؒ کہتے ہیں ھو اکیس خلق اللہ علم من اللہ ما امر به ونہی عنہ من کتابہ وعلی لسان نبیہ اذا قرا محمد القرآن شغل قلبہ وبصرہ وسمعہ وتفکر فی امثالہ وعرف حلالہ من حرامہ

امام بخاریؒ خدا کی مخلوق میں بہت بڑے عاقل ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یا فرمان رسول میں جو احکام ذکر کیے ہیں۔ امام بخاریؒ ان سب کو جانتے ہیں۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ تو اس کا دل، آنکھ اور کان قرآن مجید میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی امثال میں غور کرتے۔ اور حلال کو حرام سے معلوم کر لیتے ہیں۔ ابوحاتم بن منصور فرماتے ہیں۔ امام بخاریؒ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہیں۔

عبداللہ بن حماد ایلی کہتے ہیں۔ میری یہی تمنا تھی کہ میں بخاریؒ کے جسم کا ایک بال ہوتا اور جو شرف اس بال کو حاصل ہے۔ وہ مجھے بھی ہو جاتا۔ سلیم بن مجاہد کہتے ہیں۔ ساٹھ برس ہو گئے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ امام محمدؒ بن اسحاق بن خزیمہ کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ سے بڑھ کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کوئی نہیں محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں۔ بغداد کے اہل علم نے امام بخاریؒ کو ایک خط لکھا جس میں امام صاحب کو مخاطب کر کے یہ شعر لکھا

مسلمون بخیر ما بقیت لهم   ولیس بعدك خیر من تُفتقدُ

جب تک تو زندہ ہے۔ مسلمان خیر و برکت سے ہیں۔ تیرے بعد خیر و برکت نہیں۔

۳۰ سے زائد مصری علماء کہا کرتے تھے کہ ہماری زندگی کا مقصد امام بخاریؒ کی طرف نظر کرنا ہے اسی دیدار پر ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔

متاخرین میں مقبولیت حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں۔ اگر متاخرین آئمہ کی ارار کا ذکر کیا جائے تو کاغذ ان کے لیئے وسعت نہیں رکھتے فذاک بحر لا ساحل لہ وہ بحرِ بیکراں ہیں۔ علامہ عینیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

الحافظ الشهير المميز الناقد البصير الذی شهدت بحفظه العلماء الثقات واعترفت بضبطه المشائخ الاثبات ولم ينكر فضله علماء هذا الشان ولا تنازع فی صحة تنقيده اثنان الامام الهمام حجة الاسلام

۱ عینی شرح البخاری ص۵ جلد اول۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ۔ وہ مشہور حافظِ حدیث ہیں۔ اس کے حافظے کی گواہی ثقہ علماء نے دی ہے۔ اور اس کی تنقید کے صحیح ہونے پر دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ وہ اہلِ اسلام کے لیئے حجت ہیں اور فرماتے ہیں وہ سلطان المحدثین ہیں امام ہیں مجتہد ہیں۔ ناقد ہیں۔ ان کی جلالت، شان و منزلت پر تمام دنیا کے ثقہ لوگوں کا اتفاق ہے علامہ شبلیؒ نے خوب ان کے متعلق کہا ہے۔

علا عن المدح حتی مایزان به   کانما المدح من مقداره یضع

یعنی مقام مدح سے وہ بہت بلند ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا وزن نہیں کیا جاتا۔ مدح اس کے مقابلے میں حقیر ہو چکی ہے۔

فقہاء مذاہب میں مقبولیت ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ جب کسی انسان کو اللہ تعالیٰ شہرت عطا کرتے ہیں۔ تو کئی دعویدار اپنی دکان کی رونق کو بڑھانے کے لیئے اس کی نسبت اپنی طرف کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان سے اس کا دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض کاذب تو اپنے آپ کو عین وہی ثابت کرتے ہیں۔ جیسے مرزا قادیان نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کے روپ میں پیش کیا ہے۔ یہ طریق قرآن مجید نے یہودیوں اور عیسائیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہ دونوں فرقے دعویدار تھے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نصرانی

سمجھتے . اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کو باطل قرار دیا ہے۔ اور اس بدیہی بطلان کی دلیل دی ہے۔ کہ یہودی توراۃ کو ماننے والے اور عیسائی انجیل کو ماننے والے ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی طرف ان کی نسبت ہے وما انزلت التوراۃ والانجیل الامن بعدہ یعنی یہ دونوں کتابیں ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ اور منسوب الیہ کا مقدم ہونا ضروری ہے۔ اس لیئے ان کا دعویٰ باطل قرار دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شہرت ہوئی ہے۔ اس لیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون من امتی ثلاثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

بلکہ بعض اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ وہ رب ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔ جیسے قرآن نے فرعون کے متعلق ذکر کیا ہے۔ قال انا ربکم الاعلیٰ تو باطل شہرت حاصل کرنے کے لیئے ایسا سلسلہ شروع سے جاری ہے۔ اسی بنا پر کچھ مقلدین نے بخاریؒ کو مقلد قرار دیا ہے۔ حالانکہ بخاریؒ مجتہد مطلق ہیں۔ بخاری صام عنہ ولیہ کہہ کر چاروں مذاہب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی میّت کی طرف سے روزہ رکھنا چاروں مذہبوں میں جائز نہیں لیکن امام بخاریؒ حدیث صحیح کو پیش کر کے اس مذہب کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ جو حدیث کے مطابق ہو۔ اس لیئے وہ جہاں کسی امام کا قول حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔ اس کا رد کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی الجامع الصحیح ان کے مجتہد ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ کہ وہ دین کا دارومدار وحی پر سمجھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ہر مسئلہ جس کی ضرورت ہے۔ وہ قرآن وحدیث سے لیا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس شپرہ چشم آفتاب را چہ گناہ کے مصداق ان کو مذہب تقلید میں داخل کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے۔ کہ ان کی شہرت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ان مقلدین پر کیا اعتبار ہے۔ ان سے کوئی بعید بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو اپنے بڑوں کو بھی مقلد کہہ چکے ہیں۔ اور علامہ طحاویؒ لکھتے ہیں۔ ادعی بعض الحنفیۃ ان کلا من عیسی والمھدی یقلدان مذھب الامام ابی الحنیفہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدیؒ دونوں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہوں گے۔ ان کی عقلوں پر بہت افسوس ہے۔ کہ خود امام ابوحنیفہؒ تو کسی کے مقلد نہیں ہیں۔ اگر تقلید کوئی شرفِ انسانی ہے تو اس کا قائل پہلے آئمہ کو ہونا چاہیے تھا۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس لیے جان چھڑوائی کہ امام ہمارے پاس ہے۔ تو ان کی عجیب حالت ہو گی۔ جب امام بھی جواب دے دیں گے۔

اور کہہ دیں گے اذا صح الحدیث فھو مذھبی ہم مقلد نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کو قرآن مجید نے اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللہ کہہ کر کاری ضرب لگائی ہے۔ بہرحال ان مقلدین نے جب انبیا کو مقلد بنانے سے نہیں چھوڑا تو امام بخاریؒ جیسی شخصیتیں کیسے اس سازش سے بچ سکتی تھیں؟ اس بنا پر کہ ان کی شہرت و عظمت کا سورج بلند ہے۔ انہوں نے ان کو اپنے طبقات میں شامل کیا ہے۔ حنفیوں نے تو اس لیئے اپنے مذہب میں شامل نہیں کیا کیونکہ ان کے مذہب کی تقلید کے لیئے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور امام مہدیؒ کا نام کافی ہے۔ لیکن شافعیہ نے ان کو شافعی کہا ہے۔ جیسے ابو عاصم نے طبقاتِ شافعیہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح علامہ ابو الحسن بن الوافی فرماتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ حنبلی المذہب تھے۔

یہ ان کی ایک ناکام کوشش تھی۔ اصل بات یہی ہے۔ جس کو امام ابن تیمیہؒ نے ذکر کیا ہے کان مجتھداً مطلقاً وہ ان تمام مذاہب سے بری تھے۔ ان کا مذہب اہل حدیث کا مذہب تھا۔ کہ اصل کتاب و سنت ہی ہے۔ ان کے مجتہد ہونے کے لیئے ان کی کتاب ہی سب سے بڑا ثبوت ہے۔ جس میں ہر مسئلہ کو کتاب و سنت سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان حضرات کا یہ دعویٰ بالکل باطل ہے۔ کہ وہ مقلد تھے۔ وہ تقلید کے قائل نہیں تھے۔

کل یدعی حباً للیلی ولیلی لا تقر لھم بذاک

اسی طرح بعض صوفیہ بھی بڑے خوش ہیں۔ کہ امام بخاریؒ کو محقق علامہ شیوانی نے صوفیہ میں داخل کیا ہے۔ حالانکہ ان کا موجودہ تصوّف سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ موجودہ تصوّف تصوّرِ شیخ چلاکشی، مردوں سے مدد مانگنا، قل شریف، مریدوں کے نذرانوں پر گذارہ کرنا، محفلِ موسیقی، قبروں پر چڑھاوے ان سب بدعات سے بخاری کنارہ کش ہیں۔ ان کا کام احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس اس کی پابندی کرنا تھا۔ ان کا جوگیوں اور جوتشیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ تو ایک کامل محدّث اور پابند کتاب و سنت تھے۔ ان کا موجودہ تصوّف سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور خاص کر جب کہ مروجہ تصوّف کا کتاب و سنت میں کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ ایک بدعت ہے جو اصل میں کتاب و سنت سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ بخاریؒ اس سے کوسوں دور ہیں بہرحال مقصد یہ ہے۔ کہ بخاریؒ کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ہر علم بردار با عمل اور محقق نے کوشش کی ہے۔ کہ ہم میں وہ داخل ہیں۔ اصل بات وہی ہے۔ کہ وہ مجتہد مطلق تھے۔

درس و تدریس میں مقبولیت

جب اہلِ اسلام نے امام بخاریؒ میں قوت اجتہاد

عمل عامضہ میں تجدید داد حافظہ ذکاوت و فقاہت اور صحت استنباط کو دیکھا تو ان کو مسند درس پر بیٹھنے کے لیے مجبور کر دیا اور حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں ہم امام بخاریؒ کے اس قدر شیدائی ہو گئے کہ ان کا راستہ روک کر ان کو احادیث بیان کرنے کے لیے بٹھا لیتے تھے۔ اور راستے میں ہی کئی ہزار کا مجمع ہو جاتا تھا۔ امام المحدثین نے مختلف مقامات میں درس دیا۔ کبھی بصرہ کبھی بغداد لیکن آخری عمر میں بخارا میں درس دیتے رہے۔ امام فربریؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ سے نوے ہزار محدثین نے بلا واسطہ بخاری شریف کو سنا ہے۔ درس میں مقبولیت کا یہ حال تھا۔ کہ آپ کے قدیم شیوخ بھی آکر زانوئے تلمذ کرتے وہ اساتذہ جو آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ ان میں عبداللہ بن محمد عبداللہ بن منیر اسحاق بن احمد اور ابن قتیبہ وغیرہ شامل ہیں، شہرت درس و تدریس کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ کے ہم عصر بڑے بڑے محدث فن جرح و تعدیل کے ماہر جیسے امام ابوزرعہؒ رازی ابوحاتم رازی اور ابراہیم الحربی ہیں آپ کے درس میں بیٹھ کر آپ کی تقاریر کو لکھا کرتے تھے آپ کے درس سے فارغ شدگان کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن ان میں امام مسلمؒ صاحب الصحیح امام ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ صاحب سنن المجتبیٰ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ صاحب الجامع امام ابن الخزیمہؒ صاحب الصحیح، امام دارمیؒ اور امام محمد بن نصر مروزی صاحب تالیفات قابل ذکر ہیں۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ درس و تدریس میں آپ کو بہت بڑی شہرت اور قبولیت عامہ حاصل تھی ان کی درس و تدریس کی شہرت کا یہ عالم تھا۔ کہ جب امام بخاریؒ نیشاپور میں داخل ہوتے تو نیشاپور کے مشہور محدث محمد بن یحییٰ الذہلی نے اپنے درس میں کہا۔

من اراد ان یستقبل محمد بن اسماعیل ھذا فلیستقبله
فانی استقبله فاستقبله محمد بن یحیٰی وعامة علماء نیشابور

یعنی علامہ ذہلی نے کہا کہ میں خود ان کا استقبال کروں گا۔ اس نے بھی استقبال کیا۔ اور بڑے دوسرے محدثین نے بھی امام بخاریؒ کا استقبال کیا۔ اور جب مسند درس پر بیٹھے تو دوسرے محدثین کی مسندیں خالی ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے بخاریؒ پر حسد کیا گیا۔ جیسے کہ مقدمہ فتح الباری میں ابن حجرؒ ذکر کرتے ہیں۔ کہ امام بخاریؒ پر لوگ اس حد تک جمع ہو گئے۔ کہ گھر اور چھتیں بھی بھر گئیں۔ ابواحمد بن عدی کہتے ہیں۔ کہ مجھے شیوخ کی ایک جماعت نے کہا جب بخاریؒ نیشاپور میں مسند درس پر بیٹھے تو شیوخ کی مسندیں خالی ہونا شروع ہو گئیں اور بعض شیوخ نے موصوف پر حسد کیا اور کہا

ما تقول یا ابا عبد الله فی اللفظ بالقرآن مخلوق هو او غیر مخلوق

چونکہ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ تھا۔ اس لیئے بخاریؒ نے تین دفعہ عرض کیا آخر آپ نے جواب دیا القرآن کلام اللہ غیر مخلوق وافعال العباد مخلوقۃ والامتحان بدعۃ

یعنی قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ وہ غیر مخلوق ہے اور بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔ اور امتحان کرنا بدعت ہے۔ اس آدمی نے شور مچا دیا کہ بخاریؒ نے لفظی بالقرآن کو مخلوق کہا ہے۔ اور یہی الفاظ جب محمد بن یحییٰ الذہلی کو پہنچائے گیئے تو انہوں نے تحقیق کے بغیر فتویٰ دے دیا

من زعم لفظی بالقرآن مخلوق فھو مبتدع و لا یجالس ولا یکلم ومن ذھب بعد ھذا الی محمد بن اسماعیل فاتھموہ فانہ لا یحضر مجلسہ الا من کان علی مذھبہ

یعنی امام محمد بن یحییٰ ذھلی نے کہا کہ جو لفظی بالقرآن مخلوق کہتا ہے۔ وہ بدعتی ہے۔ ہمارے پاس نہ آئے اور اس قول کے بعد جو بخاری کے پاس جائے تو وہ بھی امام بخاریؒ کے مذہب پر ہے جب امام ذہلی نے یہ اعلان کیا تو امام مسلمؒ نے ان سے جن احادیث کو لکھا تھا سب واپس کر دیں اور بخاریؒ کے ساتھ ہو لیا اور امام ذہلی نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ شخص ہمارے شہر سے نکل جائے بعض شیوخ کے حسد کی بنا پر یہ اختلاف ہوا حالانکہ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں تھا۔ بخاریؒ خود انکار کرتے تھے۔ کہ میں نے لفظی بالقرآن نہیں کہا ہے۔ یہ ناقلین نے بخاری پر بہتان باندھا ہے۔ کیونکہ لفظی بالقرآن کے دو معنے ہیں۔ ایک مصدری معنی ہے۔ کہ لفظ کہنا اس لحاظ سے تو قرآن مخلوق ہے۔ کیونکہ یہ فعل انسان ہے۔ اور انسان کا فعل مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں۔ واللہ خلقکم وما تعملون اور ایک لفظ کا معنیٰ مفعول کا ہے یعنی ملفوظ اس وقت اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور وہ غیر مخلوق ہے۔ اس لیے بخاریؒ کہتے تھے۔ کہ میں نے یہ مشترک لفظ نہیں بولا اور جو کہتا ہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ کے متعلق یہ بھی سازش کی گئی کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک بکری کا اگر دو بچے دودھ پی لیں تو ان کی آپس میں رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ ھذا بھتان عظیم اسی لیئے علامہ عبدالحیؒ لکھنوی الفوائد البھیہ میں لکھتے ہیں :

وھی حکایۃ مشھودۃ فی کتب اصحابنا ذکرھا ایضاً صاحب العنایۃ وغیرہ من شراح الھدایۃ لکنی استبعد وقوعھا بالنسبۃ

الی جلالة قدر البخاری ودقة فهمه وسعة نظره وغور فکره

فمالا یخفی علی من انتفع بصحیحه وعلی تقدیم صحتها فالبشر یخطئی "

علامہ لکھنوی اس حکایت کاذبہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ صرف ہماری کتب میں ہی پائی جاتی ہے۔ اور کہیں بھی اس کا وجود یا اشارہ نہیں ملتا۔ یہ صرف اور صرف ان کے مقلدین حنفیہ کا حسد و بغض ہے۔ کیونکہ ان کی جلالت اور فقہاہت اس کی نفی کرتی ہے۔ بالفرض اس کو اگر درست بھی مان لیا جائے تو مجتہد سے خطا بھی ہو سکتی ہے۔ آخر وہ بشر ہے یہ جواب علی سبیل التنزل ہے۔ ورنہ اصل بات وہی ہے۔ کہ یہ حکایت کاذبہ ہے۔ اور صرف حسد کی بنا پر بنائی گئی ہے

نعم ما قال الشاعر

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیه فالقوم اعداء له وخصوم

کضرائر الحسناء قلن لوجهها حسدا وزورا انه لذمیم

یعنی دشمن قوم نے نوجوان کی کوشش پر حسد کیا جس طرح سوکنیں اپنی خوبصورت حسین سوکن پر حملہ کرتے ہوئے کہہ دیتی ہیں۔ کہ اس کا چہرہ قبیح ہے اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک کو اپنا ہی چہرہ آئینہ میں نظر آتا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں کو اپنی خامیاں نظر نہیں آتیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے حلالہ کو جائز قرار دیا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے۔ اس کی تاویل کیا کرتے ہیں۔ کہ لعنت کا معنیٰ رحمت ہے۔ کہ حلالہ کرنے والے پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہوتی ہے۔ سحقا لمن غیر دینی اللہ تعالیٰ تقلید سے بچائے۔ کیونکہ مقلد اندھا ہوتا ہے۔ اس کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ صحیح راستہ کیا ہے۔؟